

## امام ابن حبانؒ

جناب عبدالرشید عراقی صاحب

امام ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) کا شمار ممتاز محدثین میں ہوتا ہے۔ حدیث میں ان کو غیر معمولی امتیاز اور کمال حاصل تھا۔ مورخین اور ارباب سیر نے ان کو حدیث اور متعلقات حدیث میں وسیع نظر رکھنے کا اعتراف کیا ہے۔ حدیث میں ان کے کارنامے غیر معمولی ہیں۔ امام ابن حبانؒ نے علوم حدیث میں جو جہرت انگیز خدمات سر انجام دی ہیں۔ اس کا اعتراف تمام ائمہ فن نے کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۵۴۲ھ) نے میزان الاعتدال میں امام ابو عبد اللہ (م ۲۵۵ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ

”حدیث میں ان کی کتابیں یادگار ہیں“

امام ابن حبان کا حافظ غیر معمولی تھا۔ علمائے فن نے ان کی ذہانت اور قوت حافظہ کا اعتراف کیا ہے اور ان کی ثقاہت پر ائمہ فن کا اعتراف ہے۔

علامہ ابن العباد الحنبلی (م ۲۸۹ھ) لکھتے ہیں کہ

”امام ابن حبان حافظ، ثابت اور امام حجت تھے“

حدیث کے علاوہ فقہ میں بھی امام ابن حبان کو غیر معمولی درجہ حاصل تھا۔ فقہ میں آپ

لد حافظ ابن حجر، میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۳۹ -

۲۸ ابن العباد الحنبلی، شذرات الذہب جلد ۳ ص ۱۶ -

نے امام ابن خزیمہ (م ۲۸۷ھ) سے استفادہ کیا تھا۔ اور علمائے فن نے فقہ میں ان کے کمال و امتیاز کا اعتراف کیا ہے۔

حافظ ذہبی (م ۴۸۵ھ) نے تذکرۃ الحفاظ میں امام ابو عبد اللہ حاکم (م ۴۰۵ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

”ابن حبان علم فقہ کا خزانہ تھے۔“

علامہ سبکی (م ۸۴۷ھ) نے طبقات الشافعیہ الکبریٰ میں امام حاکم کا یہی قول نقل کیا ہے۔ دوسرے دینی علوم یعنی لغت، عربیت، صرف و نحو، ادب، تاریخ، فلسفہ و کلام، طب و نجوم اور جغرافیہ میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں۔

سوائے علم حدیث و علوم دیگر ہم داشت فقہ و لغت  
طب و نجوم، فلک و مہندسہ را نیک میدانست  
وہ علم حدیث کے علاوہ دوسرے علوم میں بھی درک  
رکھتے تھے۔ فقہ، لغت، طب و نجوم فلکیات اور مہندسہ  
سے بھی خوب واقف تھے۔

ان گونا گوں علوم سے واقفیت و معرفت امام ابن حبان کی جامعیت کا ثبوت ہے۔  
ارباب سیر نے لکھا ہے کہ علمائے اسلام میں ایسے جامع کمالات لوگ کم گزرے ہیں۔  
جن کو اتنے علوم میں اس قدر رسوخ اور مکمل مہارت حاصل رہی ہو۔ ان میں کمالات اور  
جامعیت کی وجہ سے ارباب سیر نے انہیں امام عصر اور العالم البحر کے المقاب سے یاد  
کیا ہے۔ یہ علم و فضل میں کمال امتیاز کی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو فہم و فراست اور عقل و دانش

۱۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ ص ۳۹۔

۲۔ تقی الدین سبکی، طبقات الشافعیہ جلد ۳ ص ۱۴۷۔

۳۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، بستان المحدثین ص ۴۰۔

۴۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ ص ۱۳۴، ابن حجر عسقلانی، لسان المیزان جلد ۵ ص ۱۱۴۔

سے بھی تو ازا تھا۔

امام ابو عبد اللہ حاکم دم شکرہؒ اور علامہ خطیب بغدادی (دم لاکھہ) نے ان کی فہم فرست کا اعتراف کیا ہے۔ اور ان کو عقلاء رجال میں بتایا ہے۔  
 امام ابن حبان کے علم و فضل اور جامعیت میں کمال کی بنا پر ان کی شہرت چار و انگ عالم میں ہو گئی۔ ان کی مقبولیت و شہرت کا یہ حال تھا کہ جب آپ سیر و سیاحت کے بعد اپنے وطن تشریف لائے تو ان کے گھر پر شائقین علم اور طالبین فیض کا اثر دم رہتا تھا۔  
 امام ابن حبان کے فقہی مسک کے بارے میں ارباب سیر نے سکوت اختیار کیا ہے تاہم بعض علمائے کرام نے اس کو شافعی المذہب لکھا ہے اور بعض علمائے کرام نے لکھا ہے کہ ابن حبان کسی خاص مسک سے وابستہ نہ تھے۔ بلکہ اپنے استاد ابن خزیمہ (دم لاکھہ) کی طرح تقلید کے بجائے تفقہ و اجتہاد سے کام لیتے تھے۔ حافظ ابن کثیر (دم لاکھہ) نے ان کو مجتہدین میں شامل کیا ہے۔ امام ابن حبان زبد و ورع میں بھی ممتاز تھے۔ اور اس کے ساتھ بہت فیاض اور سخی بھی تھے۔ دُور دراز کے جو لوگ ان سے تعلیم حاصل کرنے کے لیے آتے تھے، ان کے طعام اور مصارف خود ہی برداشت کرتے تھے۔

ابن حبان پر بد عقیدگی کا الزام اور اس کا جواب	امام ابن حبان پر بد عقیدگی کا الزام عاید کیا گیا۔ علمائے کرام اور ائمہ فن نے اس الزام کی اصل حقیقت واضح کی ہے
---	---

پہلے الزام ملاحظہ فرمائیے اور اس کے بعد ائمہ فن نے جو اس کا جواب دیا ہے وہ ملاحظہ فرمائیے۔

حافظ شمس الدین ذہبی (دم لاکھہ) نے تذکرۃ الحفاظ میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی

لے ذہبی، تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ ص ۱۳۴

کے ایضاً جلد ۳ ص ۱۳۴

کے ابن کثیر، البیہ والنہایہ جلد ۱۱ ص ۲۵۹

کے ابن حجر، لسان المیزان جلد ۱۱ ص ۱۱۴

دم ۲۵۲ شہ ما ہے۔ میزان الاعتدال اور لسان المیزان میں اس اعتراض کو نقل کیا ہے کہ:  
 ابو اسمعیل انصاری کہتے ہیں کہ میں نے عبدالصمد سے اور انہوں نے اپنے  
 والد محمد سے سنا کہ لوگوں نے ابن حبان کے قول (النبوة العلم والعمل یعنی نبوت  
 علم و عمل ہے) کی وجہ سے ان پر نیکیر کی ہے۔ الحاد و زندقہ کا الزام لگایا۔ اور  
 ان سے قطع تعلق کر کے خلیفہ سے ان کی شکایت کے خلف نے ان کے قتل کا  
 حکم دیا۔ ابو اسمعیل کہتے ہیں۔ مگر میں نے عبدالصمد سے سنا کہ وہ دوسرے شخص سے  
 یہ سنا کہ اس کی وجہ سے وہ جلا وطن کر کے سمرقند بھیج دیئے گئے تھے۔  
 اس اعتراض کے جواب میں علامہ ذہبی دم ۲۵۲ شہ لکھتے ہیں:

” جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد (الحج عرفہ) یعنی حج عرفہ  
 ہے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حج کی ادائیگی کے لیے صرف عرفہ میں قیام کر لینا کافی  
 ہے۔ اور نہ تنہا عرفہ میں قیام سے حج کے تمام ارکان و مناسک ادا ہو جائیں گے  
 بلکہ آپ کا مقصد حج کے سب سے اہم ضروری اور مقدم رکن کو بیان کرنا  
 ہے۔ اسی طرح ابن حبان کے قول (النبوة العلم والعمل) یعنی نبوت علم و عمل  
 کا نام ہے۔ کا منشا یہ ہے کہ نبوت کی اہم اور ضروری حقیقت علم و عمل میں نبی  
 کا کمال و امتیاز ہے اور کوئی شخص ان میں درجہ کمال کو پہنچے بغیر نبی نہیں ہو سکتا۔  
 یہ صحیح ہے کہ نبوت وہ مخصوص موصفت الہی اور عطیہ ربانی ہے، جس کے لیے  
 اللہ اپنے علم و عمل والے بندے کا انتخاب کرتا ہے۔ اس میں آدمی کے کسب  
 اور حیلہ و تدبیر کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اور نہ وہ ریاضت اور محنت سے حاصل  
 کی جاسکتی ہے۔ اسی سے علم نافع اور عمل صالح کا سرچشمہ چھوٹتا ہے۔ اس لفظ  
 سے دیکھا جائے تو ابن حبان کے مذکورہ بالا قول سے کوئی خرابی اور قباحت

لے ذہبی، تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ ص ۱۳۵، ابن حجر عسقلانی، میزان الاعتدال جلد ۳،  
 ص ۳۹، لسان المیزان جلد ۵ ص ۱۱۳۔

نظر نہیں آئے گی۔ البتہ مطلق شکل میں ان سے جو منقول ہے۔ وہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ اس کی حیثیت ایک فلسفیانہ رائے و خیال کی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۲۵ھ) نے بھی اسی رائے و خیال کا اظہار کیا ہے اور آخر میں لکھتے ہیں کہ:

”تاہم کسی کے لیے اس طرح کی بات مطلقاً اور بلا قرینہ کہنا درست نہیں ہے۔ اگر ابن حبان کا مقصد صرف یعنی نبوت صرف علم و عمل ہی کا نام ہے تو بلاشبہ یہ زندقہ اور فلسفیانہ موثکافی ہوگا۔“

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) ابن حبان کے قول النبوة العلم والعمل کے بارے میں فرماتے ہیں۔

”مگر انصاف کی بات یہ ہے کہ ابن حبان کا یہ قول (النبوة العلم والعمل) عقاید صحیحہ کے چنداں خلاف نہیں۔ کیونکہ ان کا مطلب یہ نہیں تھا کہ نبوت کوئی کبھی چیز ہے جو علم و عمل کی ریاضت سے حاصل ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ فلاسفہ کا مذہب ہے۔ بلکہ ان کی غرض یہ ہے کہ نبوت کے لیے انسان میں اس نفس ناطقہ کا پایا جانا لازمی ہے۔ جو علم و عمل میں نمایاں زیادتی رکھتا ہے۔ اس کے بعد ہی اس کو وہی طور پر نبوت عطا کی جاتی ہے۔ قرآن مجید کی اس آیت میں اسی کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔

اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُهُ رِسَالَةً ۖ

”اللہ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت و نبوت سے کس کو سرفراز کرے۔“

۱۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ ص ۱۳۵۔

۲۔ ابن حجر عسقلانی، میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۳۹، لسان المیزان جلد ۵ ص ۱۱۳،

- ۱۱۴

۳۔ الانعام - ۱۲۴۔

رہا یہ عقیدہ کہ انبیاء علیہ السلام کو علمی و عملی استعداد میں دوسرے افراد پر برتری حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ خدا تعالیٰ محض اپنے حکم و فیصلہ سے برابر برابر صلاحیت رکھنے والے لوگوں میں سے کسی ایک شخص کو زبردستی نبوت سے سرفراز کر دیتا ہے۔ تو یہ بات ہرگز دین و شریعت سے ثابت نہیں ہے۔

یا ابن حبان کا منشا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو نبوت عطا کئے جانے کے بعد علم و عمل دونوں اعتبار سے فوقیت اور برتری حاصل ہو جاتی ہے۔ اس لیے وہ معصوم اور گناہوں سے محفوظ رہتے ہیں، تو یہ ایسی بات ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔<sup>۱</sup>

ان توجیہات سے ثابت ہوتا ہے کہ ابن حبان کے قول النبوة العلم والعمل میں بھی الزام و اعتراض اور الحاد و بدعتیگی کی کوئی بات نہیں۔ زیادہ سے زیادہ زیادہ اس کو سوئے تعبیر کہا جاسکتا ہے

اور یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اتنے بڑے محدث کبیر پر سوئے تعبیر کی کیا وجہ، اتنا بڑا الزام کیوں عاید کیا گیا۔ اس کا جواب بھی ائمہ فن نے دیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے امام حاکم (م ۴۰۵ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ: "امام ابو حاتم (ابن حبان)، نہایت عالی مرتبت تھے۔ اس بنا پر اس سے حسد کیا جاتا تھا۔"

اور خوارج ابن حجر فرماتے ہیں:

"بجز عناد و تعصب کے ان پر اس الزام کے عاید کرنے کی اور کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ وہ یگانہ روزگار اور غیر معمولی ذہین اور طباع تھے۔ ان کا حافظہ بے مثال تھا۔"

۱۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، بستان المحدثین ص ۴۰

۲۔ ابن حجر، لسان المیزان جلد ۱ ص ۱۱۵ - ایضاً ص ۱۱۴ -

**تصنیفات** | امام ابن حبان کا شمار ان علمائے اسلام میں ہوتا ہے، جنہوں نے بے شمار علمی کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ ان کی تمام تصنیفات کیفیت و کمیت کے اعتبار سے اہم ہیں۔ امام حاکم دم شمشکہ، فرماتے ہیں کہ ابن حبان نے فنی حدیث وغیرہ میں بیش قیمت اور عدیم المثال کتابیں لکھی تھیں۔<sup>۱</sup> مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے تذکرۃ المحدثین میں ابن حبان کی کتابوں کی جو فہرست دی ہے ان کی تعداد ۵۸ ہے۔<sup>۲</sup> تاہم آپ کے لیے درج ذیل کتابوں کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

**کتاب الہدایہ الی علم السنن** | امام ابن حبان کی یہ کتاب حدیث و فقہ کی جامع کتاب ہے۔ اس میں ہر حدیث کی حکیمانہ اور فقہی تشریح کی گئی ہے۔ اور اس کے ساتھ روایات کی کمی بیشی اور فرق و اختلاف کی صراحت کی گئی ہے۔<sup>۳</sup>

**کتاب الجرح والتعديل** | یہ کتاب دس جلدوں میں ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (رحمہ اللہ) نے لسان المیزان کے مقدمہ میں اس پر نقد کیا ہے۔<sup>۴</sup>

**کتاب الثقات** | یہ رجال کی مبسوط، اہم اور شہرہ آفاق کتاب ہے۔ اس کی اہمیت کے لیے یہ بات کافی ہے کہ اس کے بعد فنی رجال پر جو کتابیں لکھی گئیں۔ ان سب میں اس کتاب کے حوالے ملتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۳۶۹ھ) نے مجالسنا میں ابن حبان کی ایک عبارت اس کتاب سے متعلق نقل کی ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں:

”اس میں صرف انہی ثقات کا ذکر ہے، جن کی روایتوں سے احتجاج

جائز ہے۔ جن راویوں کی بعض لوگوں نے تصنیف کی ہے وہ بھی اس میں شامل کئے گئے ہیں۔ بشرطیکہ وہ میرے معیار کے مطابق ثقہ ہوتے۔ میں نے

<sup>۱</sup> ضیاء الدین اصلاحی، تذکرۃ المحدثین جلد ۲ ص ۳۱۔

<sup>۲</sup> ایضاً ص ۳۱۔

<sup>۳</sup> معجم البلدان جلد ۲ ص ۷۸۔

<sup>۴</sup> ابن حجر، لسان المیزان مقدمہ ص ۶۔

اپنے اصول اور معیار کو کتاب الفضل بن النقلة میں تحریر کیا ہے۔ جو لوگ اس معیار و اصول کے مطابق ضعیف ہیں یا جن کی روایتوں سے استدلال روا نہیں ہے۔ میں نے ان کو اس میں شامل نہیں کیا ہے۔ ان لوگوں کا کتاب الضعفاء میں ذکر ہوگا۔

صحیح ابن حبان | اس کا نام "التقايم والالتواع" بھی ہے۔ یہ حدیث کی مشہور اور اہم کتاب ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۶۷ھ) طبقات کتب حدیث کے تیسرے طبقہ میں اس کو شمار کیا ہے۔

علامہ عبدالحی بن عماد الحنبلی (م ۱۱۸۹ھ) اس کے متعلق لکھتے ہیں:

"صحیح ابن حبان صحت کے لحاظ سے بہت اہم کتاب ہے۔ بعض علمائے کرام نے اس کو صحیح ابن خزیمہ کے بعد لکھا ہے۔ اور بعض علمائے کرام نے سنن ابن مابہ کے بعد سب سے زیادہ صحیح روایات کا مجموعہ صحیح ابن حبان کو قرار دیا ہے۔ اس کو محدث ابن حبان نے فقہی ابواب پر مرتب کیا ہے۔ اور اس کے سامعۃ امام صاحب نے ہر حدیث کے آخر میں رجال و اسناد کی تحقیق بھی کی ہے۔ حدیث کے مفہوم کی تعیین و وضاحت اور اسناد و فنون کی فنی بحثیں بھی کی ہیں، اور کئی دوسرے مفید معلومات بھی بیان کئے ہیں۔ کتاب کے عنوانات۔ سے امام ابن حبان کی علم حدیث میں فقہی بصیرت اور عالمانہ ذرف، اور سنت سے مکمل واقفیت کا پتہ چلتا ہے۔"

صحیح ابن حبان کی اہمیت کے پیش نظر علمائے کرام نے اس کے حواشی و مختصرات ترتیب دیئے۔ علامہ ابوالحسن علی فارسی (م ۱۲۳۷ھ) نے اس کو فقہی ابواب پر الاحسان

۱۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فراید جامعہ برعجالہ نافعہ ص ۸۱

۲۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱ ص ۱۷

۳۔ ابن العماد الحنبلی، شذرات الذہب جلد ۳ ص ۱۶



فی تقریب صحیح ابن حبان کے نام سے مرتب کیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے اس پر مفید حواشی لکھے۔ اور علامہ عمر بن المعروف بابن ملقن (م ۸۸۷ھ) نے اس کو مختصر البواب پر مرتب کیا۔

صحیح ابن حبان کو سب سے پہلے شیخ محمد عبدالرزاق حمزہ نے ایڈٹ کر کے مطبع سلفیہ مدینہ منورہ سے شائع کیا۔ اور اب ۱۹۸۸ء میں مکتبہ الاثریہ سائنسنگرہل کے مالک و مدیر مولانا عبدالشکور صاحب اثری نے مطبع سلفیہ کا فوٹو سٹیٹ، جلدوں میں شائع کیا ہے۔

نام و نسب و خاندان | ابن حبان، امام محمد، کنیت ابو حاتم اور لقب ابن حبان تھا۔

قصبہ بست کے رہنے والے تھے۔ یہ قصبہ سیستان اور غزنی کے درمیان واقع ہے۔ بست کی خاک سے کئی نامور محدثین کرام پیدا ہوئے۔ سنن ابی داؤد کے شارح اور عظیم محدث صاحب معالم السنن امام ابوسلیمان خطابی (م ۳۸۸ھ) کا تعلق بھی اسی مردم خیز سرزمین سے ہے۔

ولادت | ابن حبان ۲۶۵ھ میں پیدا ہوئے۔

اساتذہ | ابن حبان کے اساتذہ و شیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے، حافظ ذہبی

(م ۴۳۰ھ) اور علامہ سبکی (م ۸۴۷ھ) فرماتے ہیں۔

مصر سے خراسان تک کے بے شمار لوگوں سے ابن حبان نے کتاب

فیض کیا۔

آپ کے اساتذہ میں امام ابوبکر بن خزیمہ (م ۳۱۱ھ)، ابو عبدالرحمن احمد بن حنبل نسائی

۱۔ اس فقرہ کی تصحیح نہیں ہو سکی۔

۲۔ عبدالرحمن مبارک پوری، مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۱۶۳۔

۳۔ معجم البلدان جلد ۲ ص ۱۶۰۔

۴۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ ص ۱۳۴۔

۵۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ ص ۱۳۴۔

۱۰۳۳ھ) اور امام ابولعلیٰ موصلی (م ۶۸۶ھ) جیسے ائمہ فن اور نامور محدثین شامل ہیں۔  
 امام ابوبکر بن خزیمہ (م ۱۱۱۶ھ) سے خاص تعلق تھا۔ فقہ، اصول، حدیث اور فرائض کی  
 تعلیم ان ہی سے حاصل کی گئی اور آپ کے تلامذہ کی فہرست بھی بہت طویل ہے۔ امام  
 ابو عبد اللہ حاکم صاحب المستدرک (م ۵۰۵ھ) بھی ان کے تلامذہ میں شامل ہیں۔  
 رحلت و سفر | امام ابن حبان نے علم و فن کی تحصیل کے لیے متعدد اسلامی ممالک کا  
 سفر کیا۔ ارباب سیر نے ان کے اسکندریہ (مصر)، نیشاپور، بغداد، کوفہ، محاصل، حلب،  
 بخارا، حجاز اور شام وغیرہ جانے کی تصریح کی ہے۔  
 وفات | ابن حبان نے ۲۴ شوال ۳۵۴ھ بروز جمعہ ۸۰ سال کی عمر میں اپنے آبائی گاؤں  
 بستان میں انتقال کیا۔

۱۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ ص ۱۳۴۔  
 ۲۔ تقی الدین سبکی، طبقات الشافعیہ جلد ۲ ص ۱۴۱۔  
 ۳۔ ابن حجر، لسان المیزان جلد ۵ ص ۱۱۵، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، بستان المحررین  
 ص ۴۔  
 ۴۔ تقی الدین سبکی، طبقات الشافعیہ جلد ۲ ص ۱۴۱۔